ابلیس کا اعلانِ بغاوت اور اس کا سبب

قرآن مجید کے متذکرہ بالا ساتوں مقامات پر جملہ ملائکہ کے حضرت آدمؑ کو سجدہ کر لینے کے ذکر کے معاً بعد الفاظ وارد ہوئے ہیں ﴿ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ﴾ اور پھر مختلف مقامات پر مختلف الفاظ ملتے ہیں' جیسے : سورۃ البقرہ میں : ﴿ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ O ﴾ (۱۵) —— سورۃ الاعراف میں : ﴿ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ O ﴾ (۱۶) —— سورۃ الحجر میں : ﴿ اَبٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ O ﴾ (۱۷) —— سورۂ بنی اسرائیل میں : ﴿ قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا O ﴾ (۱۸) —— سورۂ کہف میں : ﴿ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ﴾ (۱۹) —— سورۂ طٰہٰ میں صرف: "اَبٰی" اور سورۂ صٓ میں ﴿ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ O ﴾ (۲۰) (گویا سورۃ البقرہ میں سورۂ طٰہٰ اور سورۂ صٓ میں وارد شدہ الفاظ جمع کر دیئے گئے ہیں!)

یہاں اس سوال کے دو جواب ممکن ہیں کہ جب حکم سجدہ فرشتوں کو دیا گیا تھا تو عزازیل نامی جن اس کا مخاطب کیسے قرار پایا؟ —— یعنی ایک یہ کہ حکمِ الٰہی ﴿ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ﴾ (۲۱) فرشتوں اور جنّات دونوں کو تھا لیکن ذکر بر سبیلِ

---

۱۵) "اس نے انکار کیا' وہ اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں پڑ گیا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔"

۱۶) "وہ سجدہ کرنے میں شامل نہ ہوا۔"

۱۷) "اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔"

۱۸) "کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟"

۱۹) "وہ جنوں میں سے تھا اس لئے اپنے رب کے حکم کی اطاعت سے نکل گیا۔"

۲۰) "اس نے اپنی بڑائی کا گھمنڈ کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔"

۲۱) "سجدہ کرو آدم کو۔"

تغلیب صرف فرشتوں کا کیا گیا ـــــ اور دوسرا یہ کہ 'جیسے کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے' عزازیل اپنے علم اور زہد و طاعت کی بنا پر ملائکہ کے طبقۂ اسفل میں شامل ہو گیا تھا ـــــ واللہ اعلم!

البتہ اصل لائق توجہ امر یہ ہے کہ خود ابلیس نے اپنے انکار و بغاوت کا سبب کیا بیان کیا ـــــ سورۃ البقرہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ـــــ سورۃ الاعراف میں اس کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں کہ: ﴿ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ ﴾ [۲۲] (آیت ۱۲) سورۃ الحجر میں یہ قول وارد ہوا: ﴿ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ ﴾ [۲۳] (آیت ۳۲) ـــــ سورۂ بنی اسرائیل میں وارد شدہ الفاظ پہلے ہی درج کئے جا چکے ہیں یعنی: ﴿ قَالَ ءَ اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ۝ ﴾ ـــــ سورۂ کہف اور سورۂ طٰہٰ میں بھی اس کا کوئی قول مذکور نہیں ـــــ البتہ سورۂ صٓ میں دوبارہ بعینہٖ وہی الفاظ وارد ہوئے ہیں جو سورۃ الاعراف میں ہوئے تھے یعنی: ﴿ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ ﴾ (آیت ۱۲)

اس پوری تفصیل کے بیان سے غرض یہ ہے کہ یہ حقیقت بالکل مبرہن ہو جائے کہ ابلیس کی بغاوت کا اصل سبب یہ تھا کہ اس کے سامنے حضرت آدمؑ کی شخصیت کا صرف وہ حیوانی پہلو تھا جو خاکی الاصل ہونے کے ناطے مرتبہ و مقام کے اعتبار سے ناری الاصل جِنّات کے مقابلے میں کمتر تھا ـــــ اور یہ اس لئے کہ چونکہ ابلیس کا تعلق بھی حیوانِ انسان کی مانند عالم خلق سے تھا لہٰذا حیوانِ انسان سے تو وہ بخوبی واقف تھا ـــــ لیکن رُوحِ آدمؑ کا تعلق چونکہ عالمِ اَمر اور

---

۲۲) "مَیں اس سے بہتر ہوں' تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے۔"

۲۳) "اُس نے کہا: میرا یہ کام نہیں کہ میں اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے پیدا کیا ہے۔"

اس کے بھی طبقہ اعلیٰ سے تھا جس تک جنّات کے علم وادراک کی رسائی ہی نہیں تھی لہٰذا وہ اس سے ناواقف اور "مجوبِ محض" تھا۔ جبکہ —— آدمؑ کے عزّو شرف کی اصل بنیاد اور انہیں خلافتِ ارضی کا اہل اور مسجودِ ملائک بنانے والی اصل شے ہی وہ رُوحِ ربّانی تھی جو ان کے حیوانی جسد میں پھونکی گئی —— اور جسے خالقِ کائنات نے اپنی ذات کی جانب منسوب کیا! بفحوائے: ﴿ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ ﴾ [۲۴] (الحجر: ۲۹ اور صٓ: ۷۲) —— گویا ابلیس کی گمراہی اور بغاوت کا اصل سبب یہ تھا کہ آدمؑ کی مرکب شخصیت، جو دو اجزاء کے جمع ہونے سے وجود میں آئی تھی، یعنی ایک حیوانی وجود جس کا تعلق "عالمِ خلق" سے تھا، اور دوسرے روحانی وجود جس کا تعلق "عالمِ اَمر" سے تھا، ان میں سے حیوانی وجود تو اس کے سامنے تھا، لیکن روحانی وجود سے وہ "مجوب" تھا! (اور غالباً یہی حقیقت ہے جس کی جانب اشارہ ہوا ہے اس فرمانِ الٰہی میں کہ ﴿ خَلَقْتُهٗ بِیَدَیَّ ﴾ میں نے اس آدم کو اپنے "دونوں ہاتھوں" سے بنایا ہے —— اور جس کی سادہ ترین تعبیر شیخ سعدی کے اس شعر میں ہے کہ: (ع

"آدمی زادہ طرفہ معجون است از فرشتہ سرشتہ وز حیواں"

اور بعینہٖ یہی سبب ہے عہدِ حاضر کی اس عالمی ضلالت و شیطنت کا جو مادّہ پرستانہ نقطۂ نظر اور اندازِ فکر کے غلبہ و استیلاء کی بنا پر پورے عالمِ انسانی کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے —— اور جسے دو آتشہ یا سہ آتشہ ہی نہیں صد آتشہ کر دیا ہے نظریۂ ارتقاء کی جملہ سائنسی تعبیرات نے، جن کا حاصل یہ ہے کہ انسان بس

---

۲۴) "پھر جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔"

نسبتاً زیادہ ارتقاء یافتہ حیوان ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں! —— اس لئے کہ ٹھیک عزازیل ہی کے مانند علومِ طبیعی (PHYSICAL SCIENCES) بھی رُوح اور روحانیت سے محجوب ہونے کے باعث انسان کے صرف حیوانی وجود ہی سے بحث کرسکتے ہیں' رہے "عالمِ اَمر" کے معاملات یا بالفاظِ دیگر "مابعد الطبیعیات" تو وہ ان کے دائرہ تحقیق و تفتیش سے خارج اور ماوراء ہیں!

بہرحال' اسی "یک رُخے" علم نے اُس "یک رُخے" اور خالص مادہ پرستانہ فکر یعنی (SCIENTISM) کو جنم دیا —— جس سے موجودہ "یک چشمی" دجّالی تہذیب وجود میں آئی ہے' جو خالص مادہ پرستانہ نقطۂ نظر پر مبنی اور رُوح اور رُوحانیت سے بیگانہ و نابلد محض ہے —— اور جو آج نوعِ انسانی کی عظیم اکثریت میں اس درجہ گہرائی اور گیرائی کے ساتھ نفوذ کرچکی ہے' کہ مشرق و مغرب کے عوام النّاس ہی نہیں' عہدِ حاضر کے بیشتر مسلم سکالر اور دانشور حتیٰ کہ داعیانِ تحاریکِ اسلامی بھی "رُوح" کے آزاد اور جداگانہ تشخّص و وجود سے منکر ہیں —— اور اسے صرف حیات یا زندگی یا "جان" کے مترادف خیال کرتے ہیں —— فواحسرتاو یااسفَا!!

ابلیس کی انسان دشمنی' اور معرکۂ خیر و شر

قرآن حکیم میں سات مقامات پر دہرائے جانے والے قِصّۂ آدم و ابلیس کا آخری حصّہ اس اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے عالمِ انسانیت میں خیر و شر اور حق و باطل کے مابین جو کشاکش ؎ "ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز۔ چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی!" کے انداز میں جاری ہے' اس کے ایک اہم عامل کی نشاندہی ہوتی ہے! یعنی ابلیسِ لعین کی آدمؑ اور ان کی ذریت